اشاعت نمبر:۳ سلسلہ: قرآن اور صاحب قرآن تاریخ:یکم ربیع الاول ۱۴۴۴

جو ان کی رضا ہو وہی خالق کی رضا ہو

اللہ وحدہ لاشریک کا ارشاد ہے:

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ [سورۂ توبہ، آیت:۶۲]

یعنی اللہ اور اس کے رسول ہی اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ ان کو راضی کیا جائے

اس آیت مبارکہ میں اللہ جل شانہ نے اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی رضا جوئی کی تعلیم دی، اور فرمایا کہ اللہ و رسول سے بڑھ کر کوئی اس بات کا حق دار نہیں کہ اس کو راضی کیا جائے، مزید یہ بھی واضح فرمادیا کہ اللہ و رسول کی رضا میں کوئی منافات اور دوری نہیں ہے، بلکہ جو اللہ کی رضا ہے وہی بعینہ اس کے محبوب کی رضا ہے، اور جو اس کے محبوب کی رضا ہے وہ در اصل اللہ کی رضا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عربی زبان کے اصول کے مطابق اگر کہیں ماسبق میں ایک چیز کا ذکر ہو تو بعد میں اس کے لیے واحد کی ضمیر لائی جائے گی، اور اگر ماسبق میں دو چیزوں کا ذکر ہو تو اس کے لیے تثنیہ کی ضمیر لائی جائے گی، مثلاً:

لقيت زيدا وسلمت عليه۔

یعنی میں نے زید سے ملاقات کی اور اسے سلام کیا۔

اس مثال میں سلمت عليه میں واحد کی ضمیر لائی گئی ہے، کیوں کہ ماسبق میں ایک شخص زید کا ذکر ہے، اور

لقيت زيدا وعمرا وسلمت عليهما۔

یعنی میں نے زید و عمرو سے ملاقات کی اور انھیں سلام کیا۔

اس مثال میں تثنیہ کی ضمیر لائی گئی ہے، کیونکہ ماسبق میں دو افراد یعنی زید و عمرو کا ذکر ہے۔

اس سے سمجھ میں آیا کہ مرجع کے مطابق ضمیر بدلتی رہتی ہے، پہلے ایک کا ذکر ہو تو اس کے لیے واحد کی ضمیر لائی جاتی ہے، اور اگر دو کا ذکر ہو تو اس کے لیے تثنیہ کی ضمیر لائی جاتی ہے، یعنی جیسا مرجع ویسی ضمیر، واحد کے لیے واحد، اور تثنیہ و جمع کے لیے تثنیہ اور جمع۔

اس ضابطے کو سمجھنے کے بعد اب آئیے مذکورہ بالا آیت کی طرف، آیت مبارکہ میں پہلے اللہ وحدہ لاشریک کا ذکر ہے، پھر رسول اقدس ﷺ

کا ذکر ہے، پھر اللہ ورسول کی رضاجوئی کا ذکر ہے، فرمایا:

وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ۔

اللہ ورسول ہی اس بات کے سب سے زیادہ حقدار ہیں کہ ان کی رضاجوئی کی جائے۔

ضابطے کے مطابق جب ماسبق میں دو اسم مذکور ہیں تو پھر اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ میں تثنیہ کی ضمیر ہونا چاہیے، یعنی "یُّرْضُوْہُ" کے بجائے "یرضوھما" ہونا چاہیے، لیکن قرآن مجید نے اللہ ورسول کے ذکر کے بعد ان کی رضاجوئی کی تعلیم دیتے ہوئے ضمیر واحد کو ذکر فرمایا، تاکہ اس بات پر نص قائم ہوجائے کہ اللہ ورسول کی رضا میں کوئی منافات نہیں ہے، بلکہ جو اللہ کی رضا ہے وہی رسول کی رضا ہے، اور جو رسول کی رضا ہے وہی اللہ کی رضا ہے۔ تفسیر نسفی میں مذکورہ بالا آیت کے تحت ہے:

وإنّما وحَّدَ الضمِيرَ، لِأَنَّهُ لا تفاوُتَ بَيْنَ رِضا الله ورِضا رَسُولِ الله ﷺ، فكانا في حُكْمِ شَيْءٍ واحِدٍ۔

ضمیر کو واحد لانے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی رضا میں کوئی منافات نہیں ہے، اور اس باب میں دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔

تفسیر ابوالسعود میں مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں ہے:

وَإفْرادُ الضَّمِيرِ في يُّرْضُوْهُ إمّا لِلْإيذانِ بِأنَّ رِضاهُ ﷺ مُنْدَرِجٌ تَحْتَ رِضاهُ سُبْحانَهُ، وإرْضاؤُهُ ﷺ إرْضاءٌ لَهُ تَعالى؛ لِقَوْلِهِ تَعالى: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔

یعنی ضمیر کو واحد لانے کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رضا اللہ کی رضا کے تابع ہے، تو رسول اکرم ﷺ کو راضی کرنا اللہ ہی کو راضی کرنا ہے، اس کی نظیر وہ آیت ہے جس میں یہ بتایا گیا کہ رسول کی اطاعت دراصل اللہ ہی کی اطاعت ہے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے:

وتَوْحِيدُ الضَّمِيرِ لِتَلازُمِ الرِّضاءَيْنِ۔

یعنی ضمیر کو واحد لانے کی وجہ یہ ہے کہ دونوں کی رضامندی میں تلازم ہے۔

واقعتًہ دنیا میں کوئی ایسا قول، عمل، فعل، شخص یا امر نہیں ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اور اسی سے اس کے حبیب ﷺ ناراض ہوں، یا اللہ رب العزت ناراض ہو، اور اسی سے اس کے محبوب ﷺ راضی ہوں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جس سے اللہ خوش ہوتا ہے اس سے اس کے رسول بھی خوش ہوتے ہیں، اور جس سے اس کے محبوب ناراض ہوجائیں اس سے اللہ بھی ناراض ہوجاتا ہے، سچ ہے کہ

قدرت نے ازل میں یہ لکھا ان کی جبیں پر

جو ان کی رضا ہو وہی خالق کی رضا ہو